سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: دسویں

رسالہ نمبر 1

تجلّی المشکٰوۃ ۱۳۰۷ھ
لانارۃ اسئلۃ الزّکٰوۃ

(زکوٰۃ کے مسائل کو واضح کرنے کے لئے چراغ کی چمک)

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

تجلّی المشکوٰۃ لانارۃ اسئلۃ الزّکوٰۃ ۱۳۰۷ھ

(زکوٰۃ کے مسائل کو واضح کرنے کے لئے چراغ کی چمک)

مسئلہ ۱۲ تا ۱۸: از گونڈہ بہرائچ، محلّہ چھاؤنی، مکان مولوی اشرف علی صاحب مرسلہ حضرت سیّد حسین حیدر میاں صاحب دامت برکاتہم ۱۳ جمادی الاولٰی ۱۳۰۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین لُطف اللہ بہم اجمعین، ان مسائل میں :

مسئلہ اولٰی: زکوٰۃ بتدریج دی جائے یا یکمشت دینے میں کیا نقصان ہے؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب :

اگر زکوٰۃ پیشگی ادا کرتا ہے یعنی ہنوز حولانِ حول نہ ہُوا کہ وجوب ادا ہو جاتا، خواہ یُوں کہ ابھی نصاب نامی فارغ عن الحوائج کا مالک ہُوئے سال تمام نہ ہُوا، یا یُوں کہ سالِ گزشتہ کی دے چکا ہے اور سالِ رواں ہنوز ختم پر نہ آیا تو جب تک انتہائے سال نہ ہو بلاشبہ تفریق وتدریج کا اختیارِ کامل رکھتا ہے جس میں اصلاً کوئی نقصان نہیں کہ حولانِ حول سے پہلے زکوٰۃ واجب الادا نہیں ہوتی۔ درمختار میں ہے :

شرط افتراض ادائھا حولان الحول	ادائیگیِ زکوٰۃ کے فرض ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ مال

وھو فی ملکہ۔[1]	کی ملکیت پر سال گزرے۔ (ت)

تو ابھی شرع اس سے تقاضا ہی نہیں فرماتی، یکمشت دینے کا مطالبہ کہاں سے ہوگا، یہ پیشگی دینا تبرع ہے ولا جبر علی المتبرع وھذاظاھر جدّا ا (نفلًا دینے پر جبر نہیں اور یہ نہایت ہی واضح ہی۔ ت) اور اگر سال گزر گیا اور زکوۃ واجب الادا ہو چکی تو اب تفریق و تدریج ممنوع ہوگی بلکہ فورًا اتمام و کمال زر واجب الادا ادا کرے کہ مذہبِ صحیح و معتمد و مفتی پر ادائے زکوۃ کا وجوب فوری ہے جس میں تاخیر باعثِ گناہ۔ ہمارے ائمہ ثلٰثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اس کی تصریح ثابت۔

رواہ الفقیہ ابو جعفر عن الامام الاعظم و ذکرہ ابو یوسف فی الامالی کما فی الخلاصۃ وفی منتقی الامام ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم الشھید رحمہ اللہ تعالٰی علی ما نقل القھستانی عن المحیط انہ علی الفور عندھما وعن محمد لا تقبل شھادۃ من اخّر۔[2] فھذاظاھر فی انہ ھو المذھب المروی عن الشیخین فی ظاھر الروایۃ۔	یہی فقیہ ابو جعفر نے امامِ اعظم سے روایت کیا، امام ابو یوسف نے اسے امالی میں ذکر کیا جیسا کہ خلاصہ میں ہے اور امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم الشہید رحمہ اللہ تعالٰی کی منتقی میں ہے جیسا کہ قہستانی نے محیط سے نقل کیا ہے وُہ یہ ہے کہ شیخین کے نزدیک ادائیگی زکوۃ علی الفور لازم ہو جاتی ہے، اور امام محمد سے ہے کہ جس نے ادائیگی میں تاخیر کی اس کی شہادت قبول نہ ہوگی۔ یہ بات اس بارے میں واضح ہے کہ شیخین سے یہی مذہب ظاہر الروایۃ میں مروی ہے۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے:

یلزم بتاخیرہ من غیر ضرورۃ الاثم کما صرح بہ الکرخی والحاکم الشھید فی المنتقی، وھو عین ما ذکرہ الفقیۃ ابو جعفر عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ یکرہ ان یؤخرھا من غیر عذر فان کراھۃ التحریم ھی المحمل عند اطلاق اسمھا عنھم	بغیر مجبوری کے تاخیر سے گناہ لازم آتا ہے جیسا کہ امام کرخی اور حاکم شہید نے المنتقی میں تصریح کی ہے۔ یہ بعینہٖ وہی بات ہے جس کا تذکرہ فقیہ ابو جعفر نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے کیا ہے کہ بغیر عذر ادائیگی کو مؤخر کرنا مکروہ تحریمہ ہے کیونکہ جب کراہت کا ذکر مطلقًا ہو تو اس وقت وہ مکروہِ تحریمی پر محمول ہوتی ہے،

[1] در مختار کتاب الزکوۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۳۰

[2] جامع الرموز کتاب الزکٰوۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۲/۳۰۱

وکذاعن ابی یوسف وعن محمد ترد شہادته بتاخیر الزکوٰۃ حق الفقراء فقد ثبت عن الثلثه وجوب فوریۃالزکوٰۃ[3] اھ مخلصاً۔	امام ابویوسف سے بھی اسی طرح مروی ہے۔امام محمد فرماتے ہیں کہ تاخیرِ زکوٰۃ کی وجہ سے گواہی مردود ہوجائیگی کیونکہ زکوٰۃ فقراء کا حق ہے، تو تینوں بزرگون سے یہ ثابت ہُوا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی فی الفورم لازم ہوتی ہے اھ مخلصًا (ت)

فتاوٰی امام قاضی خاں میں ہے:

ھل یأثم بتأخیر الزکوٰۃ بعدالتمکن ذکر الکرخی انه یأثم وھکذا ذکر الحاکم الشھید فی المنتقی وعن محمد ان من اخر الزکوٰۃ من غیر عذرلا تقبل شھادته وروی ھشام عن ابی یوسف لایأثم[4] اھ ملخصاً۔ **قلت:** فقد قدم التأثیم و ما یقدمه فھوالراجح الاظھر الاشھر عندہ کما نص علیه بنفسه ویکون ھو المعتمد کما صرح به الطحطاوی و الشامی وغیرہما وکذاقدمه فی الھدایۃوالکافی۔	آدمی قدرت کے بعد تاخیر زکوٰۃ کی وجہ سے گنہگار ہوگا یا نہیں؟امام کرخی نے فرمایا: گنہ گار ہوگا۔اسی طرح حاکم شہید نے منتقی میں ذکر کیا ہے۔ امام محمد سے مروی ہے کہ جس شخص نے بغیر عذر زکوٰۃ کو مؤخر کیااس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔ ہشام نے امام ابُویُوسف سے نقل کیا کہ وُہ گنہگار نہ ہوگا اھ ملخصًا۔ **قلت:** (میں کہتا ہوں کہ) گنہگار ہونا (امام ابویوسف کے حوالے سے) پہلے ذکر کیا ہے اور وہی قاضی خاں کے ہاں راجح، اظہر اور اشہر ہے، جیساکہ اس پر خود انہوں نے تصریح کی ہے، اور یہی معتمد ہے، جیساکہ اس پر طحطاوی، شامی اور دیگر لوگوں نے تصریح کی ہے،اسی طرح ہدایہ اور کافی میں اسی کو مقدم رکھا ہے (ت)

فتاوی عالمگیریہ میں ہے:

تجب علی الفور عند تمام الحول حتی یأثم بتاخیرہ من غیر عذر وفی روایۃ الرازی علی التراخی حتی یأثم عند الموت والاول اصح	سال پورا ہونے پر زکوٰۃ فی الفورم لازم ہوجاتی ہے حتّٰی کہ بغیر عذر تاخیر سے گناہ ہوگا، رازی کی روایت کے مطابق فی الفور لازم نہیں (حتّٰی کہ مؤخر کرنے سے گناہ نہ ہوگا) البتّہ اسی حالت میں موت آگئی تو

---

3 فتح القدیر کتاب الزکوٰۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۱۴/۲

4 فتاوٰی قاضی خاں کتاب الزکوٰۃ فصل فی مال التجارۃ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ ۱۱۹/۱

کذا فی التھذیب۔[5]	قریب موت گنہگار ہوگا، لیکن پہلا قول اصح ہے جیسا کہ تہذیب میں ہے۔(ت)

جواہر اخلاطی میں ہے:

یجب الزکوٰۃ علی الفور حتیّ یأثم بتاخیرہ بلا عذر وقیل علی التراخی والاول اصح[6] اھ ملخصاً۔	زکوٰۃ علی الفور واجب ہوجاتی ہے حتی کہ بغیر عذر مؤخر کرنے سے گناہ گار ہوتا ہے بعض کے نزدیک فی الفور نہیں ہوتی لیکن پہلا قول اصح ہے اھ ملخصًا(ت)

مجمع الانہر میں ہے:

قال محمد لاتقبل شہادۃ من لم یؤد زکوٰتہ وھذا یدل علی الفور کما قال الکرخی و علیہ الفتوی۔[7]	امام محمد نے فرمایا: جو شخص زکوٰۃ ادا نہ کرے اس کی شہادت مقبول نہ ہوگی، یہ بات دلالت کرتی ہے کہ زکوٰۃ فی الفور لازم ہوجاتی ہے۔ امام کرخی نے بھی یہی فرمایا ہے، اور اسی پر فتوی ہے(ت)

تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

(وقیل فوری) ای واجب علی الفور (وعلیہ الفتوی) کما فی شرح الوھبانیۃ (فیاثم بتاخیرہا) بلا عذر (وترد شہادتہ) لان الامر بالصرف الی الفقیر معہ قرینۃ الفور وھی انہ لدفع حاجتہ وھی معجلۃ فمتی لم تجب علی الفور لم یحصل المقصود من الایجاب علی وجہ التمام وتمامہ	(بعض نے کہا کہ زکوٰۃ فوری ہے) یعنی زکوٰۃ فی الفور لازم ہوجاتی ہے (اور اسی پر فتوی ہے) جیسا کہ شرح وہبانیہ میں ہے (تو تاخیر ادائیگی سے گناہ لازم لائے گا) جب تاخیر بغیر عذر ہو (اور ایسے شخص کی شہادت مردود ہے) کیونکہ حکم زکوٰۃ کے ساتھ مصرفِ زکوٰۃ فقراء کا ذکر کرنا اس پر قرینہ ہے کہ فی الفور ادائیگی ہو کیونکہ زکوٰۃ دینا ضروریاتِ فقیر کو پورا کرنے کیلئے ہوتا ہے اور اس میں تعجیل مقصود ہے اور اگر یہ فی الفور لازم ہی نہ ہو تو کامل طور پر ایجاب زکوٰۃ کا مقصد حاصل نہ ہوگا۔ تفصیل اس کی

[5] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الزکوٰۃ فصل فی مال التجارۃ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ ۱/۱۱۹

[6] جواہر الاخلاطی کتاب الزکوٰۃ غیر مطبوعہ قلمی نسخہ ص ۴۳

[7] مجمع الانہر ملتقی الابحر کتاب الزکوٰۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۹۲

فی الفتح [8] اھ۔**اقول:** فاذا کان ھذا ھواقضیة الدلیل والا لصق بمقصد الشرع الجلیل وھو الا حوط فی الدین والا دفع لکید الشیاطین والا نفع لفقراء المسلمین و قد جزم بہ المولیٰ فقیہ النفس قاضی الامّة وصححہ کمامر ویأتی من کبار الائمة و قد ثبت عن سا داتنا الثلثة مالکی الازمة وقد نص کثیرون ان علیہ الفتوی ومعلوم ان ھذا اللفظ اکد و اقوی فعلیہ فلیکن التعویل وا لاعتماد وان حکی التراخی ایضاعن الثلثةالامجادوصححہ الباقانی والتا تارخانی بل قال المو لی المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر ما ذکر ابن شجاع عن اصحابناان الزکوٰةعلی التراخی یجب حملہ علی ان المراد بالنظر الی دلیل الافتراض ای دلیل الا فتراض لا یو جبھا وھولا ینفی وجوددلیل الایجاب [9] اھ قال العلامة السید احمد المصری فی حاشیة الدرالمختار واختار الکمال ان الزکوٰة فرضیة وفوریتھاواجبة ویصلح ھذا توفیقا بین القولین [10] اھ **قلت:** وکان ظھرلی التوفیق بان من قال بالتراخی	فتح میں ہے اھ **اقول:** جب دلیل کا معاملہ یہ ہے تو یہ مقصد شرع جلیل سے متصل اور قریب ہے اور یہی دین میں احوط اور شیاطین کے مکر کو دفع کرنے والا اور فقراء مسلمین کے لئے زیادہ نافع ہے، اسی پر ہمارے سربراہ فقیہ النفس قاضی الامّت نے جزم فرمایا اور اسکو صحیح قرار دیا جس کا ذکر گزرا اور کبار ائمہ سے اس کی تصیح آرہی ہے، اور ہمارے تینوں ائمہ جو مسلک کے سر تاج ہیں سے یہی ثابت ہے، اور کثیر فقہاء نے تصریح کی ہے کہ فتوی اسی پر ہے، اور یہ بات مسلّمہ ہے کہ یہ الفاظ مؤکد اور قوی ہیں، لہٰذا اسی پر اعتماد ہونا چاہیے اگرچہ ان تینوں بزرگوں سے تراخی بھی منقول ہے اور اسے باقانی اور تاتارخانی نے صحیح کہا ہے بلکہ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا: ہمارے احناف میں سے ابن شجاع نے جو یہ کہا کہ زکوٰة فی الفورم لازم نہیں اسے زکوٰة کی فرضیت کی دلیل سے منسلک کرنا ضروری ہے یعنی فرضیت کی دلیل فی الفور ادائیگی کو واجب نہیں کرتی جبکہ اس سے فوری ادائیگی کی علیحدہ دلیل کی نفی نہیں ہوتی۔ علّامہ سیّد احمد مصری نے حاشیہ در مختار میں کہا کہ کمال کا مختار یہ ہے کہ زکوٰة فرض ہے اور فی الفور ادا کرنا واجب ہے، اس سے دونوں اقوال کے درمیان موافقت ممکن ہے اھ **قلت** (میں کہتا ہوں): میرے نزدیک تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ جس نے تراخی کی

8 در مختار کتاب الزکوٰة مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۳۰

9 فتح القدیر کتاب الزکوٰة مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۱۱۴

10 حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الزکوٰة دار المعرفة بیروت ۱/ ۳۹۶

فمرادہ ان وقتہ العمر فتکون اداء متی ادی وان اثم بالتاخیر ومن قال بالفور اراد انہ یاثم بالتاخیر وان لم یصر بہ قضاء ولا بدع فی ذلک فان الحج فوری علی الراجح مع الاجماع علی انہ لو تراخی کان اداء ونظیرہ سجدۃ التلاوۃ وجوبھا فوری عندابی یوسف ومتراخ عند محمد و ھو المختار کما فی النھر والامداد والدرالمختار واذا اداھا بعد مدۃ کان مؤدیا اتفاقًا لاقاضیا کما فی النھر الفائق وغیرہ۔ **اقول:** لکن یخدش التوفیقین ما قد منا عن الخانیۃ حیث فرض المسئلۃ فی التأثیم ونص روایۃ ھشام عن ابی یوسف لا یأثم فلابدمن ابقاء الخلاف وترجیح الراجح اویقال ان ھشامًا انما سمع التراخی فنقل ھو او من روی عنہ بالمعنی علی ما فھم ولعل فیہ بُعدًا یعرف وینکر فلیتدبر . واللہ تعالٰی اعلم۔	بات کی ہے اس کی مراد یہ ہے کہ وقتِ ادا تمام عمر ہے، تو جس وقت بھی ادائیگی کریگا زکوۃ ادا ہی ہو گی اگرچہ تاخیر سے گنہگار ہوگا، اور جس نے کہا "فی الفور واجب ہے" اس کی مراد یہ ہے کہ تاخیر سے انسان گنہگار ہو جاتا ہے اگرچہ تاخیر سے قضا نہیں ہو گی، اور یہ کوئی نئی بات نہیں کیونکہ حج راجح قول کے مطابق فی الفور لازم ہے، حالانکہ اس پر اجماع ہے کہ اگر کسی نے دیر کے بعد حج کیا تو ادا ہی ہوگا، اس کی نظیر سجدہ تلاوت ہے جو امام ابو یوسف کے نزدیک فی الفور اور امام محمد کے نزدیک علی التراخی واجب ہے اور یہی مختار ہے جیسا کہ نہر، امداد اور در مختار میں ہے اگر کسی نے مدت کے بعد سجدہ کیا تو بالاتفاق ادا ہی ہوگا، اسے قضا کرنے والا نہ کہا جائیگا، جیسا کہ النہر الفائق وغیرہ میں ہے۔ **اقول:** ان دونوں تطبیقات کو خانیہ کی سابقہ عبارت مخدوش کر دیتی ہے کہ وہاں عنوانِ مسئلہ ہی گنہگار ہونے کے بارے میں ہے، اور امام ابو یوسف سے روایتِ ہشام میں گنہگار نہ ہونے کی تصریح ہے لہٰذا اثبات اختلاف اور ترجیح راجح ضروری ہے یا یہ کہا جائے کہ ہشام نے تراخی سنا اور اسے نقل کر دیا جس نے ان سے روایت بالمعنی کی اس نے اپنی سمجھ کے مطابق نقل کر دیا، شاید اس میں بعد معلوم ہو اور اجنبی سمجھا جائے ، تو غور کرو۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

بلکہ ہمارے بہت ائمہ نے تصریح فرمائی کہ اس (زکوۃ) کی ادائیگی میں دیر کرنے والا مردود الشہادۃ ہے، یہی منقول ہے محررمذہب سیّدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی سے،

کمامر عن الفتح والخانیۃ ومجمع النھر ومثلہ فی خزانۃ المفتین وفی شرح النقایۃ عن المحیط وفی جواھر الاخلاطی وبہ جزم فی	جیسا کہ فتح ، خانیہ اور مجمع الانہر میں ہے۔ اسی طرح خزانۃ المفتین اور شرح نقایہ میں محیط سے اور جواھر الاخلاطی میں ہے، اور اسی پر تنویر اور در میں جزم

التنویر والدر کما سمعت ونقل الامام الخاصی وصاحب المضمرات شرح القدوری و الطحطاوی والشامی وغیرھم عن الامام قاضی خان ان علیه الفتوی وبه اخذ الفقیه ابو اللیث رحمه اللّٰه تعالٰی ۔**اقول**: وقول من قال ترد شهادته یؤید کا لا یخفی ومن قال لافقوله لا یخالفنا اذلیس کل ما یترجح فیه الاثم وان صغیرة ممایرد به الشهادة کمالیس بخاف علی من طالع کتاب الشهادة۔	کیا ہے جیسا کہ آپ سُن چکے۔ امام خاصی، صاحب المضمرات شرح قدوری، طحطاوی اور شامی وغیرہ نے امام قاضی خاں سے نقل کیا کہ اسی پر فتوٰی ہے، اور فقیہ ابواللیث رحمہ اللہ تعالٰی نے اسے ہی لیا ہے۔ **اقول**: جس نے یہ کہا کہ "اس کی شہادت مردود ہے" اس نے ہماری تائید کی جیسا کہ مخفی نہیں، جس نے کہا "مردود نہیں" وُہ ہمارے مخالف نہیں کیونکہ ہر وُہ شی جس میں گنہگار ہونا راجح ہو اگرچہ گناہ صغیرہ ہی ہو ایسی نہیں جس سے شہادت رد ہوجائے جیسا کہ یہ اس پر واضح ہے (مخفی نہیں) جس نے کتاب الشھادۃ کا معالعہ کیا ہے۔ (ت)

اور شک نہیں کہ تدریج میں اگر کُل کی تاخیر نہ ہوئی تو بعض کی ضرور ہوگی حالانکہ اس پر واجب تھا کہ کل مطالبہ فی الفور ادا کرے،

لان الا یجاب الفوری انما هو للکل لا للبعض و هذا ظاهر جدًا ثمّ فی معنی الفور ههنا بحث للعلامة الشامی قدس سرّہ السامی حیث قال قوله فیأثم بتاخیرها الخ ظاهرہ الاثم بالتاخیر ولوقلّ کیوم او یومین لانهم فسروا الفوربأول اوقات الامکان وقد یقال المرادان لا یؤخر الی العام المقابل لما فی البدائع عن المنتقی بالنون اذا لم یودحتی مضی حولان فقد اساء وأثم اھ فتأمل اھ[11] **اقول**: لایخفی ان هذا القول المعتمد منقول فی عامة الکتب بلفظ الفور	کیونکہ فوری واجب کرنا کُل کے لئے ہے نہ کہ بعض کے لئے، اور یہ نہایت ہی واضح ہے، پھر یہاں علّامہ شامی قدّس سرّہ السّامی کو معنی فور میں کلام ہے وُہ کہتے ہیں مصنّف کے قول "تاخیر زکوۃ سے گنہگار ہوگا" الخ اس سے ظاہر یہی ہے کہ تاخیر اگرچہ تھوڑی ہو مثلاً ایک یا دو ۲ دن، اس سے گنہگار ہوگا کیونکہ فقہاء نے فور کی تفسیر اوّل اوقاتِ امکان سے کی ہے، اور کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ آئندہ سال تک تاخیر نہ ہو کیونکہ بدائع میں منتقی سے ہے کہ جب کئی سال گزر جائیں اور (زکوۃ کی) ادائیگی نہ کی ہو تو یہ بُرا اور گناہ ہے اھ فتامل۔ **اقول**: واضح رہے کہ یہ قول معتمد عام کتب میں لفظِ فور اور عدمِ تاخیر سے منقول ہے اور

[11] ردالمحتار کتاب الزکوۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳/۲

وعدم التاخير انما معناه كما نصواعليه وافدتم انتم هو الا تيان فى اول اوقات الامكان فالتقييد بعدم التاخير عاما تغيير لا تفسير و يظهر لى ان قضية الدليل ايضا تخالفه فان العلماء كا لاما م فقيه النفس والامام المحقق على الاطلاق والامام حسين بن محمد السمعانى صاحب خزانة المفتين والعلامة برهان الدين ابى بكربن ابراهيم الحسينى صاحب جواهر الا خلاطى وغيرهم رحمهم الله تعالٰے ذكر وا تعليل تفرقة محمد با يجاب الزكوٰة على الفور و الحج متراخيا بان الزكوٰة حق الفقراء فيأثم بتاخير حقهم[12] بخلاف الحج فانه خالص حق المولىٰ سبحانه وتعالىٰ وانت تعلم ان حق العبد بعد وجوب الداء والتمكن منه لا يتا خر اصلا الا ترى ان الاجل اذاحل فمطل الغنى ظلم وان قل، وكذا ماحقق المولى المحقق حيث اطلق من ان مع النص قرينة الفوروهو الشرع لدفع حاجة الفقراء وهى معجلة يدل على الفور الحقيقى ولايتفاوت التسويف بعام و اعوام فى عدم حصول المقصود على وجه التمام لا جرم ان قال فى مجمع الانهر بعد ذكره الفتوى على فورية الزكوٰة

اس کا معنٰی جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی اور آپ خود افادہ کر چکے ہو کہ اوّل اوقاتِ امکان میں بجالانا ہے لہٰذا عدمِ تاخیر کو سال کے ساتھ مقید کرنا تغییر (بدل دینا) ہے تفسیر نہیں، اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ معاملہ دلیل بھی اس کی مخالفت کررہا ہے کیونکہ علماء مثلاً امام فقیہ النفس، امام محقق علی الاطلاق، امام حسین بن محمد سمعانی صاحبِ خزانۃ المفتین اور علّامہ برہان الدین ابوبکر بن ابراھیم الحسینی صاحب جواھر الاخلاطی وغیرہم رحمہم اللہ تعالٰے نے امام محمد کے زکوٰۃ کو فی الفور اور حج کو علی التراخی لازم قرار دینے کی علّتوں میں فرق کرتے ہوئے کہا کہ زکوٰۃ فقراء کا حق ہے تو ان کے حق میں تاخیر کی وجہ سے وُہ شخص گنہگار ہوگا بخلاف حج کے کہ وہ خالصۃً اللہ سبحانہ وتعالٰی کا حق ہے، اور آپ جانتے ہیں کہ حق عبد وجودِ قدرت اور وجوبِ ادا کے بعد بالکل متاخر نہیں ہوتا، کیا آپ نے نہیں دیکھا جب قرض کی ادائیگی کا وقتِ مقررہ آجائے تو غنی کا ڈھیل و تاخیر کرنا ظلم ہوتا ہے اگرچہ وُہ تاخیر تھوڑی ہی کیوں نہ ہو، اور اسی طرح مولی محقق نے تحقیق کرتے ہوئے کہا کہ نص میں قرینہ فور ہے کہ زکوٰۃ حاجتِ فقراء کو دور کرنے کے لئے ہے اور اس میں تعجیل ہے جو فورِ حقیقی پر دال ہے، اب کامل طور پر مقصد کے عدم حصول میں سال یا متعدد سالوں کے اعتبار سے کوئی تفاوت نہیں ہوگا خصوصًا جبکہ مجمع الانہر میں فوریتِ زکوٰۃ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا فتوی فورِ زکوٰۃ

[12] ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ادارۃ الطباعۃ المصریۃ مصر ۲/ ۱۳

معنی یجب علی الفور انہ یجب تعجیل الفعل فی اوّل اوقات الامکان اھ[13]۔قد سمعت نص الخانیۃ اذقال ھل یأثم بتاخیرالزکوٰۃ بعدالتمکن اھ[14] وقال فی خزانۃالمفتین یأثم بتاخیرالزکوٰۃ بعد التمکن ومن اخرمن غیر عذر لا تقبل شھاتہ لان الزکوٰۃحق الفقراء فیأثم بتأ خیر حقھم اھ[15] ملخصًا فھذہ نصوص صرائح ومافی المنتقی مفھوم مع انہ ھوالذی یقضی بہ الدلیل فحق ان یکون علیہ التعویل نعم لاغرو فی تقیید رد الشھادۃ بمرورۃ المدۃفان دلیل الفورظنی و الثابت بہ الوجوب فترکہ صغیرۃ لا ترد بہ الشھادۃ الا بعد الاصرار ولا بد لذلك من مرور مدۃکما افاد البحرفی مسئلۃ تاخیر الحج. و اللہ تعالٰی اعلم۔	پر ہے "یجب علی الفور" کا معنی یہ بیان کیا کہ اوّل اوقاتِ امکان میں فعل کو بجالانا واجب ہے اھ۔اور آپ خانیہ کی اس تصریح پر بھی آگاہ ہیں کہ کیا تمکن کے بعد تاخیر زکوٰۃ سے انسان گنہگار ہوتا ہے یا نہیں اھ ۔ اور خزانۃالمفتین میں فرمایا: تمکن کے بعد تاخیر زکوٰۃ سے گنہگار ہوتا ہے، اور جس نے بغیر عذر ادائیگی مؤخر کی اس کی شہادت مقبول نہیں کیونکہ فقراء کا حق ہے، توان کے حق میں تاخیر کرنا گناہ ہوگا اھ ملخصًا، پس یہ صریح نصوص ہیں۔اور جو کچھ المنتقٰی میں ہے وہ مفہوم ہے باوجودیکہ دلیل کا تقاضا بھی یہی ہے، لہٰذا اسی پر اعتماد کرنا حق ہے، ہاں ردِّ شہادت کو مدّت کے گزرنے کے ساتھ مقیّد کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ دلیلِ فور ظنّی ہے جس سے وجوب ثابت ہوگا، لہٰذا اس کا ترک صغیرہ گناہ ہے، اس سے شہادت مردود نہیں ہوگی، ہاں مگر اس صورت میں جب ترک پر اصرار ہو، لہٰذا اس کے لئے مدّت کا گزرنا ضروری ہے جیسا کہ بحر میں مسئلہ تاخیرِ حج میں تفصیل مذکور ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

پھر بعد وجوبِ ادا تدریج کی مضرت اظہر من الشّمس کہ مذہبِ صحیح پر ترک فور کرتے ہی گنہگار ہوگا اور مذہب تراخی پر بھی تدریج نامناسب کہ تاخیر میں آفات ہیں۔

وقال تعالٰی "سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ"[16] وقال تعالٰی "فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ"۔[17]	اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: اپنے رب سے بخشش مانگنے میں جلدی کرو۔ اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے: نیکیوں میں آگے بڑھو۔(ت)

13 مجمع الانہر کتاب الزکوٰۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۹۲
14 فتاوٰی قاضی خان کتاب الزکوٰۃ منشی نولکشور لکھنؤ ۱/۱۱۹
15 خزانۃالمفتین فصل فی مال التجارۃ قلمی نسخہ ۱/۵۳
16 القرآن ۳/۱۳۳
17 القرآن ۲/۱۴۸

ظاہر ہے کہ وقتِ موت معلوم نہیں، ممکن ہے کہ پیش از ادا آجائے تو بالاجماع گنہگار ہوگا۔

فان کل موسع یتضیق عند الموت کما نصوا علیه ولذا صرح القائلون بتراخی الوجوب انه یأثم عند الموت کما قدمنا۔	کیونکہ واجب موسع، موت کے قریب مضیق ہوجاتا ہے جیسا کہ اس پر فقہاء نے تصریح کی ہے،اور اسی وجہ سے علی التراخی وجوب کے قائلین موت کے قریب تارک کو گنہگار کہتے ہیں جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کردیا ہے (ت)

اسی طرح تدریج میں اور دقتیں بھی محتمل، کما لا یخفٰی علٰی خادم الفقة (جیسا کہ کسی بھی خادمِ فقہ پر مخفی نہیں۔ت) اور مالی و جانی حوادث سے محفوظ بھی رہا تو نفس پر اعتماد کسے ہے فان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم [18] (شیطان، اسی انسان میں خُون کی طرح گردش کرتا ہے۔ت) ممکن کہ بہکادے اور آج جو قصدِ ادا ہے کل یہ بھی نہ رہے۔ سیّدنا امام ابن الامام کریم ابن الکرام حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالٰی نے ایک قبائے نفیس بنوائی، طہارت خانے میں تشریف لے گئے، وہاں خیال آیا کہ اسے راہِ خدا میں دیجئے فوراً خادم کو آواز دی' قریب دیوار حاضر ہُوا، حضور نے قبائے معلّی اتار کردی کہ فلاں محتاج کو دے آ۔ جب باہر رونق افروز ہُوئے خادم نے عرض کی: اس درجہ تعجیل کی وجہ کیا تھی؟ فرمایا: کیا معلوم تھا باہر آتے آتے نیت میں فرق آجاتا۔ سبحان اللہ! یہ اُن کی احتیاط ہے جو اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ [19] (بلاشبہ میرے بندوں پر تیری حکومت نہیں چلے گی۔ت) کی آغوش میں پلے اور اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ﴿۳۳﴾ [20] (اللہ تعالٰی چاہتا ہے کہ اے اہلبیتِ نبوی! تم سے پلیدی کو دُور کرے اور تمھیں خُوب پاک فرمادے۔ت) کے دریا میں نہائے دُھلے صلی اللہ تعالٰی علٰی ابیهم الکریم الاکرام و علیهم اجمعین وبارك وسلّم (ان کے والد گرامی پر اللہ تعالٰی کی رحمتیں ہوں اور ان تمام پر بھی اور برکات وسلام۔ت) پھر ہم کہ سخرہ دست شیطان ہیں، کس امید پر بے خوف و مطلق العنان ہیں و حسبنا اللہ و نعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔ میرے نزدیک چند باتیں لوگوں کو تدریج پر حامل ہوتی ہیں، کبھی یہ خیال کہ اہم فالا ہم میں صرف کریں یعنی جس وقت جس حاجتمند کو دینا زیادہ مناسب سمجھیں اُسے دیں۔ کبھی یہ کہ سائل بکثرت آتے ہیں یہ چاہتا ہے مالِ زکوۃ اُن کے لئے رکھ چھوڑے کہ وقتاً فوقتاً دیا کرے کبھی یکمشت دینا ذرا نفس پر بار ہے اور تھوڑا تھوڑا نکلتا جائے گا تو معلوم نہ ہوگا۔ جنھیں یہ خیال ہوں اُن کے لئے راہ یہی ہے کہ زکوۃ پیشگی دیا کریں مثلاً ماہِ مبارک رمضان میں اُن

---

[18] مشکوۃ المصابیح باب فی الوسوسۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۸

[19] القرآن ۱۵/ ۴۲

[20] القرآن ۳۳ / ۳۳

پر حولان حول ہوتا ہے تو رمضان ۸ھ کے لئے شوال ۷ھ سے دینا شروع کریں اور ختمِ سال تک بتدریج حسبِ رائے و مصلحت دیتے رہیں کہ اس میں ان کے مقاصد بھی حاصل ہوں گے اور تدریج مذموم و ممنوع سے بھی بچیں گے واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔